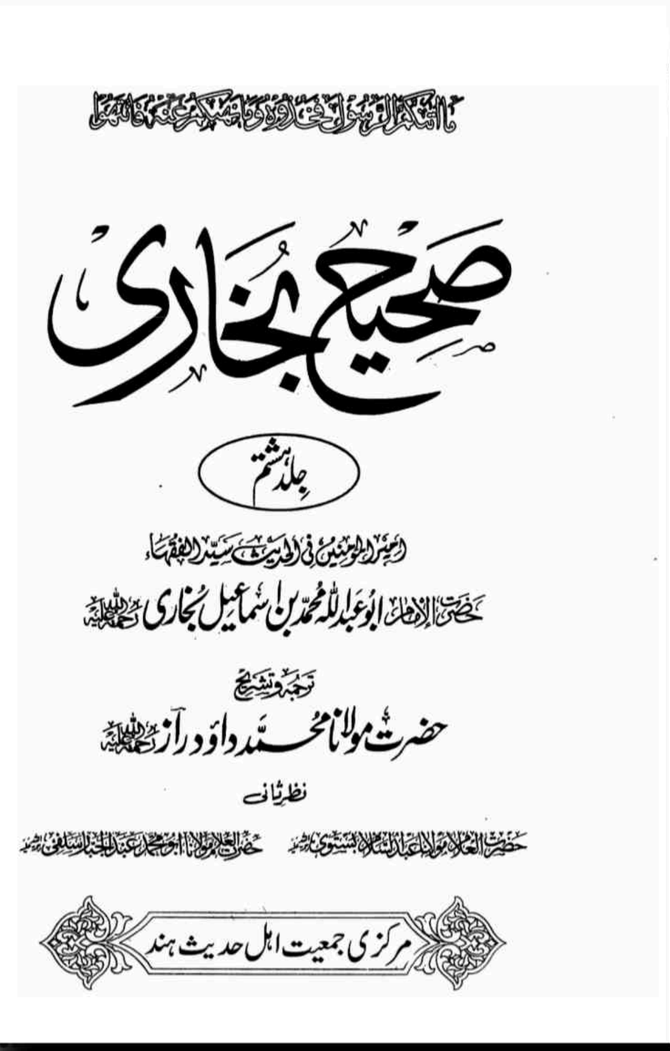
صحیح بخاری
جلد ششم
امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء
حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ
ترجمہ و تشریح
حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ
نظر ثانی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

دے۔" اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی کہ آپ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ یا اللہ! ان کی توبہ قبول کر لے یا انہیں عذاب دے کہ بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ کہف میں "اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"

اور ارشاد خداوندی سورۂ عنکبوت میں "اور تم اہل کتاب سے بحث نہ کرو لیکن اس طریقہ سے جو اچھا ہو یعنی نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب ملحوظ رکھ کر ان سے بحث کرو۔"

(۷۳۴۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی' انہیں اسحاق ابن ابی راشد نے' انہیں زہری نے' انہیں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ علیہم السلام والصلوٰۃ کے گھر ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو ہم کو اٹھا دے گا۔ جوں ہی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تو آپ پیٹھ موڑ کر واپس جانے لگے اور کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے آپ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے" اگر کوئی تمہارے پاس رات میں آئے تو "طارق" کہلائے گا اور قرآن میں جو "والطارق" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ستارہ ہے اور "ثاقب" بمعنی چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ جلانے والے سے کہتے ہیں۔ اثقب نارک یعنی آگ روشن کر۔ اس سے لفظ ثاقب ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ أَلاَ تُصَلُّونَ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَالَ لَهُ ذَلِكَ : وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعَهُ وَهْوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهْوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً﴾. مَا أَتَاكَ لَيْلاً فَهْوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ: النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيءُ يُقَالُ: اثْقُبْ نَارَكَ لِلْمُوقِدِ. [راجع: ١١٢٧]

صحیح بخاری کی حدیث نمبر 7207 میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں: «... ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ...»، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "پھر علیؓ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، اس حال میں کہ وہ خلافت کے حصول کے بارے میں طمع رکھتے تھے۔"

اب یہاں عربی لفظ طَمَعٍ ہے اگر یہاں سیدنا معاویہؓ ہوتے تو مرزا جہلمی نے کہا کرنا تھا تمہارا ماموں خلافت کی طَمَعٍ (لالچ) رکھتا تھا اور پلمبریوں نے اسکو خوب اچھالنا تھا اور دن رات پروپیگنڈہ کیا کرنا تھا، ہمارا مقصد سیدنا علیؓ پر کوئی الزام لگانا نہیں جہلمی فرقے کو بس اتنا بتانا ہے کہ تم ایسے ہی کرتے ہو نہ سیدنا معاویہؓ کے خلاف؟

نبی ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ عنقریب امارت کی خواہش کرو گے، مگر قیامت کے دن یہی باعثِ ندامت ہو گی۔" صحیح بخاری: 7148 اب اسکو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر فٹ کیا جا سکتا ہے کہ انکو خلافت کی طمع تھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہم ایسے شخص کو یہ ذمہ داری نہیں سونپتے جو اسے طلب کرے اور نہ اسے دیتے ہیں جو اس کا حریص ہو۔ (صحیح بخاری:7149) حضرت عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے عبدالرحمن بن سمرۃ! امارت کا سوال نہ کرنا، کیونکہ اگر مانگ کر دی گئی تو تم اسی کے سپرد کر دیے جاؤ گے، اور اگر بغیر مانگے دی گئی تو اللہ کی مدد شامل حال ہو گی۔" (صحیح بخاری: 7147)

: ادْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى أَبْهَارَ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شِيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ الَّذِينَ كَانُوا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ نَظَرْتُ فِي أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُونَ بِعُثْمَانَ، فَلاَ تَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلاً فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ [۱۳۹۲

اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا' پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا' پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لائیے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے' اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین' انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

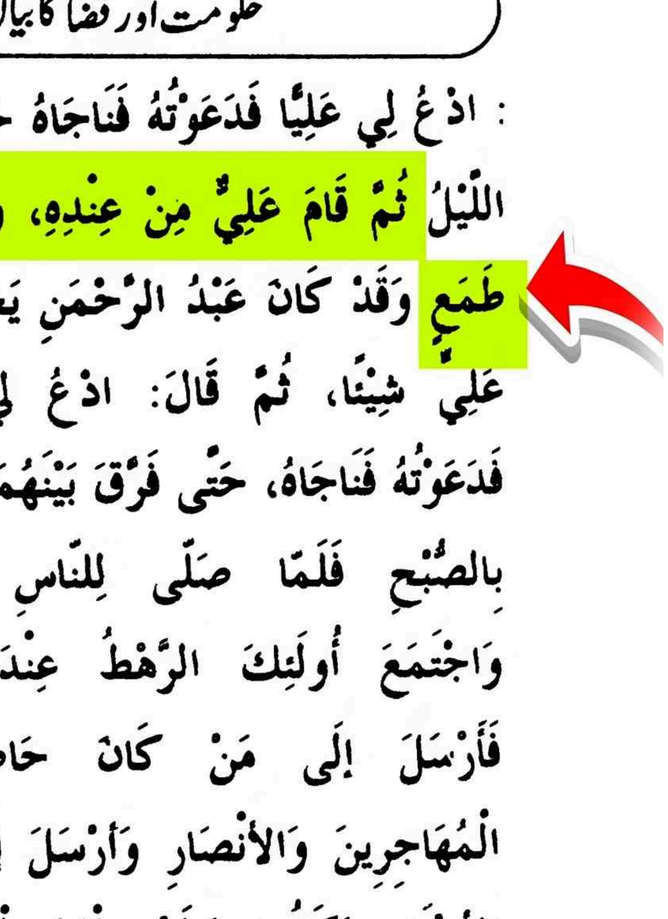

نیچے صحیح مسلم کی حدیث دیکھیں سیدنا عباسؓ اور سیدنا علیؓ کے درمیان جھگڑا ہوا تو سیدنا عباسؓ نے سیدنا علیؓ کو جھوٹا، گناہ گار، عہد شکن اور خائن کہا جبکہ صحیح بخاری 7305 میں ظالم کا لفظ بھی ہے کہ ساتھ ظالم بھی کہا تھا اب اگر بالفرض یہاں سیدنا علیؓ کی جگہ سیدنا معاویہؓ ہوتے تو پلمبریوں نے کہنا تھا دیکھو تمہارے ماموں معاویہؓ صحیح مسلم و صحیح بخاری سے جھوٹے، خائن، ظالم اور عہد شکن ثابت ہو گئے، اور ابتک ہزاروں دفعہ اسے حدیث کو بیان کیا جا چکا ہوتا، مگر چونکہ یہ سب سیدنا علیؓ کے بارے کہا گیا ہے تو اس لیے سب خاموش ہیں، ہمارا مقصد کسی پر الزام لگانا نہیں ہے بلکہ اہلِ سنت کا موقف یہ ہوتا ہے کہ کسی روایت کو اس کے مکمل سیاق و سباق، پس منظر اور اہلِ علم کی تشریحات کے ساتھ سمجھا جائے، نہ کہ کسی ایک موقع پر کہے گئے الفاظ کو مستقل حکم یا کسی صحابی کی شخصیت کا حتمی تعارف بنا دیا جائے۔ یہی منہج انصاف، دیانت اور علمی امانت کا تقاضا ہے۔

[٤٥٧٧] ٤٩-(. . .) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ

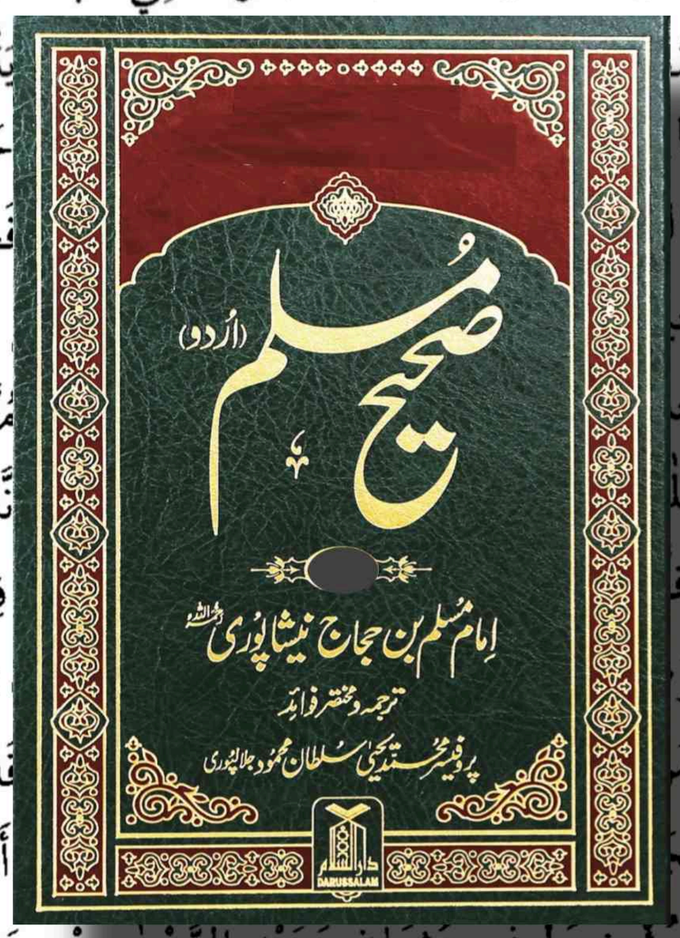

[4577] امام مالک نے زہری سے روایت کی کہ انھیں مالک بن اوس نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری طرف قاصد بھیجا، دن چڑھ چکا تھا کہ میں ان کے پاس پہنچا۔ کہا: میں نے ان کو ان کے گھر میں اپنی چارپائی پر بیٹھے ہوئے پایا، انھوں نے اپنا جسم کھجور سے بنے ہوئے بان کے ساتھ لگایا ہوا تھا اور چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی، تو انھوں نے مجھ سے کہا: اے مال (مالک)! تمھاری قوم میں سے کچھ خاندان لپکتے ہوئے آئے تھے تو میں نے ان کے لیے تھوڑا سا عطیہ دینے کا حکم دیا ہے، اسے لو اور ان میں تقسیم کر دو۔ کہا: میں نے کہا: اگر آپ میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم دے دیں (تو کیسا رہے؟) انھوں نے کہا: اے مال! تم لے لو۔ کہا: (اتنے میں ان کے مولیٰ) یرفا ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: امیر المومنین! کیا آپ کو عثمان، عبدالرحمان بن عوف، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان کو اجازت دی۔ وہ اندر آ گئے، وہ پھر آیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو عباس اور علی رضی اللہ عنہما (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان دونوں کو بھی اجازت دے دی۔ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور اس جھوٹے، گناہ گار، عہد شکن اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ کہا: اس پر ان لوگوں نے کہا: ہاں، امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر کے ان کو (جھگڑے کے عذاب سے) راحت دلا دیں۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں نے ان لوگوں کو اسی غرض سے اپنے آگے بھیجا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم دونوں رکو، میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں بنے گا، ہم جو چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا''؟ ان سب نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ

مُ
مَّا
قَا
حَ
جَ
عَلَ
دَفَ
بِرَ
أَمَ
فَ
فَ
ف

سیدنا عباسؓ نے سیدنا علیؓ کو ظالم کہا اگر اس روایت میں سیدنا علیؓ کی جگہ سیدنا معاویہؓ ہوتے اور سیدنا عباسؓ یہی الفاظ ان کے لیے کہتے، تو پلمبری شاید آج یوں استدلال کرتے: "دیکھو! صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم تھے۔ یہ ہماری بات نہیں خود اہلِ بیت کے بزرگ سیدنا عباسؓ کی گواہی ہے اب اس کے بعد کسی دفاع کی گنجائش نہیں۔ جو شخص صحیح بخاری میں ظالم کہلایا ہو، اسے عادل، کاتبِ وحی یا مجتہد کیسے مانا جا سکتا ہے؟"

پھر غالب امکان ہے کہ یہی ایک روایت ہزاروں مرتبہ دہرائی جاتی، ہر مناظرے اور ہر تقریر میں اسے سب سے بڑی دلیل بنا کر پیش کیا جاتا، اور یہ کہا جاتا کہ "جب صحیح بخاری اور اہلِ بیت کی گواہی موجود ہے تو پھر مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔"

حالانکہ اہلِ سنت کا اصول یہ ہے کہ ایسے الفاظ کو ان کے پورے سیاق و سباق میں سمجھا جاتا ہے۔ وقتی اختلاف، غصے یا مقدمے کے دوران کہے گئے الفاظ سے کسی صحابیؓ کی پوری شخصیت، عدالت یا دین داری پر فیصلہ نہیں سنایا جاتا۔ یہی اصول تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یکساں ہونا چاہیے، نہ کہ ایک صحابی کے لیے ایک معیار اور دوسرے کے لیے دوسرا معیار۔

وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا قَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ اللّٰهُ ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ فَمَا خَالِصًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، چنانچہ سب لوگ اندر آ گئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر نیر فانے آ کر پوچھا کہ کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اجازت دی جائے؟ ان حضرات کو بھی اندر بلایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! میرے اور ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ آپس میں دونوں نے سخت کلامی کی۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے کہا کہ امیر المؤمنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے تا کہ دونوں کو آرام حاصل ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہماری میراث نہیں تقسیم ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے اس سے خود اپنی ذات مراد لی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں، آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا، پھر آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی کہا: ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد کہا کہ پھر میں آپ لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا اس مال میں سے ایک حصہ مخصوص کیا تھا جو اس نے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ تو یہ مال خاص آپ ﷺ کے لیے تھا، پھر واللہ! آنحضرت ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو نظر انداز کر کے اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اسے اپنی ذاتی جائیداد بنایا۔ آپ ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو بھی دیا اور سب میں تقسیم کیا، یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا تو نبی کریم ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ دیتے تھے، پھر باقی اپنے قبضے میں لے لیتے تھے اور اسے بیت المال میں رکھ کر عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے زندگی بھر اس کے مطابق عمل کیا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم

نیچے روایت میں نبی ﷺ نے "قریش" کا نام لے کر بددعا کی کہ اے اللہ! قریش کو تباہ کر دے، اگر بالفرض یہاں قریش کی جگہ "بنو امیہ" کہ کر بددعا کی ہوتی تو جہلمی فرقے والے آج یوں کہ رہے ہوتے: "دیکھو! صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے کہ بنو امیہ نبی ﷺ کی نماز میں خلل ڈالتے تھے، انہیں سکون سے عبادت بھی نہیں کرنے دیتے تھے۔ نبی ﷺ نے خود ان کے خلاف بددعا فرمائی، پھر بھی تم بنو امیہ کو نیک اور عادل کہتے ہو؟ حالانکہ یہاں قریش کی جگہ بنو امیہ بھی ہوتا تو بھی مراد وہی تھی جو قریش کا نام لے کر کہا گیا ہے مگر جہلمی فرقے نے بنو امیہ کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ مہم چلا دینی تھی اور کہنا تھا اب اس روایت کے بعد کسی دفاع کی ضرورت نہیں"

یہ صرف ایک فرضی مثال ہے۔ مقصد کسی صحابیؓ یا کسی خاندان پر اعتراض کرنا نہیں، بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ اگر کسی روایت کو سیاق و سباق سے ہٹا کر استعمال کیا جائے تو اسی طرزِ استدلال سے کسی بھی شخصیت کے خلاف یا قبیلہ کے خلاف غیر منصفانہ نتائج نکالے جا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ سنت تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں روایات کو ان کے مکمل سیاق و سباق کے ساتھ سمجھتے ہیں

بَابُ الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذَى

باب: اس بارے میں کہ اگر عورت نماز پڑھنے والے سے گندگی ہٹا دے (تو مضائقہ نہیں ہے)

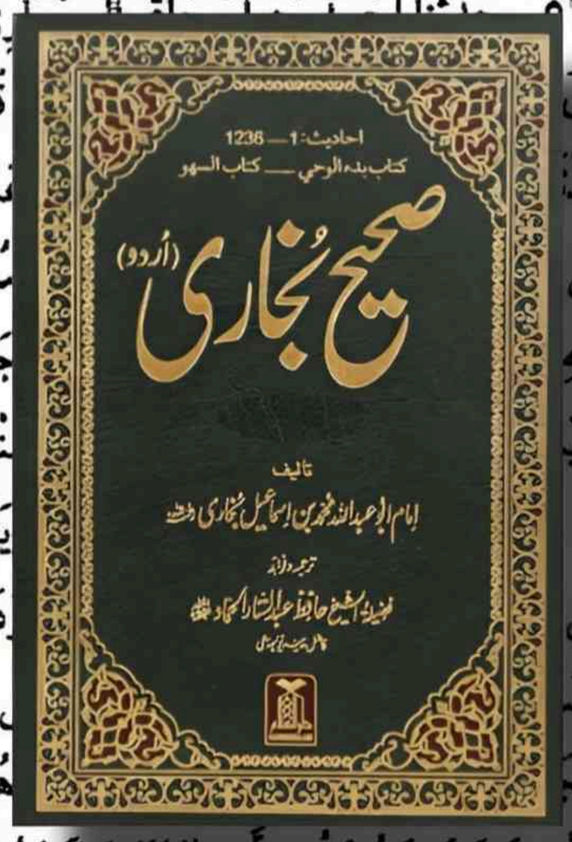

٥٢٠ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ جُلُوسٌ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ، فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَّى: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ)) وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ نَحْفَظْهُ، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، وَنُسْحَبُ إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ.

(۵۲۰) ہم سے احمد بن اسحاق سرماری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اسرائیل نے ابو اسحاق کے واسطہ سے بیان کیا۔ انہوں نے عمرو بن میمون سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش اپنی مجلس میں (قریب ہی) بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ان میں سے ایک قریشی بولا اس ریاکار کو نہیں دیکھتے؟ کیا کوئی ہے جو فلاں قبیلہ کے ذبح کئے ہوئے اونٹ کا گوبر، خون اور اوجھڑی اٹھا لائے۔ پھر یہاں انتظار کرے۔ جب یہ (نبی ﷺ) سجدہ میں جائے تو گردن پر رکھ دے (چنانچہ اس کام کو انجام دینے کے لیے) ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت شخص اٹھا۔ اور جب آپ سجدہ میں گئے تو اس نے آپ کی گردن مبارک پر یہ غلاظتیں ڈال دیں۔ نبی ﷺ سجدہ ہی کی حالت میں سر رکھے رہے۔ مشرکین (یہ دیکھ کر) ہنسے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ ایک شخص (غالباً ابن مسعود رضی اللہ عنہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ وہ ابھی چھوٹی تھیں۔ آپ دوڑتی ہوئی آئیں۔ نبی ﷺ اب بھی سجدہ ہی میں تھے۔ پھر (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے) ان غلاظتوں کو آپ کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو برا بھلا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر کے فرمایا: ''یا اللہ قریش پر عذاب نازل کر! یا اللہ قریش پر عذاب نازل کر! یا اللہ قریش پر عذاب نازل کر!'' پھر نام لے کر کہا: ''یا اللہ! عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کر۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں مقتول پایا۔ پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''کنویں والے اللہ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے۔''

فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ - وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ - فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ)) ثُمَّ سَمَّى: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ ابْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ)). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً)). [راجع: ٢٤٠]

صحیح بخاری کی حدیث نمبر 7207 میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں: «... ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ...»، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "پھر علیؓ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، اس حال میں کہ وہ خلافت کے حصول کے بارے میں طمع رکھتے تھے۔"

اب یہاں عربی لفظ طَمَعٍ ہے اگر یہاں سیدنا معاویہؓ ہوتے تو مرزا جہلمی نے کہا کرنا تھا تمہارا ماموں خلافت کی طَمَعٍ (لالچ) رکھتا تھا اور پلمبریوں نے اسکو خوب اچھالنا تھا اور دن رات پروپیگنڈہ کیا کرنا تھا، ہمارا مقصد سیدنا علیؓ پر کوئی الزام لگانا نہیں جہلمی فرقے کو بس اتنا بتانا ہے کہ تم ایسے ہی کرتے ہو نہ سیدنا معاویہؓ کے خلاف؟

: اذْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى أَبْهَارَ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهْوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شِيْئًا، ثُمَّ قَالَ: اذْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَى أُمَرَاءِ الأَجْنَادِ وَكَانُوا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قَالَ : أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ نَظَرْتُ فِي أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُونَ بِعُثْمَانَ، فَلاَ تَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلاً فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ. [راجع: ١٣٩٢]

اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا' پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا' پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لائیے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے' اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین' انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

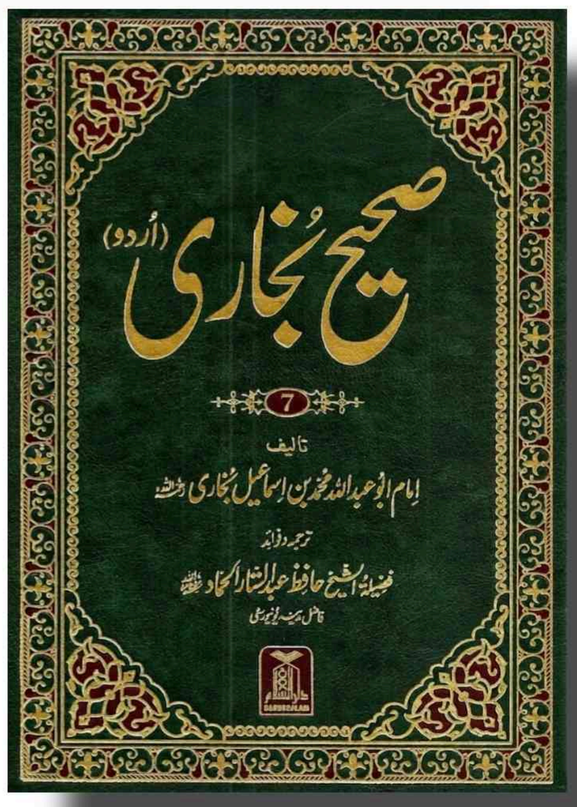

صحیح بخاری کی حدیث نمبر 7207 میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں: «... ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ...»، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "پھر علیؓ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، اس حال میں کہ وہ خلافت کے حصول کے بارے میں طمع رکھتے تھے۔"

اب یہاں عربی لفظ طَمَعٍ ہے اگر یہاں سیدنا معاویہؓ ہوتے تو مرزا جہلمی نے کہا کرنا تھا تمہارا ماموں خلافت کی طَمَعٍ (لالچ) رکھتا تھا اسی لیے تیسرے خلیفہ کے انتخاب کے وقت الیکشن ہار گیا تھا صحابہؓ سارے سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ دیکھنا چاہتے تھے اسی لیے عشرہ مبشرہ صحابی چھ رکنی کمیٹی کے سربراہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا علیؓ سے کہ دیا تھا کہ لوگ عثمانؓ کو خلیفہ دیکھنا چاہتے ہیں تم اپنے دل میں میل پیدا نہ کرو مزید پلمبریوں نے کہنا تھا نبی ﷺ بھی کسی ایسے شخص کو خلافت نہ دینے کا اعلان کر چکے تھے جو اسکا حریص ہو (صحیح بخاری:7149) جی ہاں اگر سیدنا معاویہؓ کے بارے ہوتا کہ وہ خلافت کی طمع رکھتے تھے تو پلمبریوں نے ایسے آحادیث سے آحادیث جوڑ کر کہنا تھا ہمارا مقدمہ بخاری سے ثابت ہے

: اذْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى أَبْهَارَ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شِيئًا، ثُمَّ قَالَ: اذْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، وَ ... بَرِ، فَ... مِنَ ... رَاءِ ... مَعَ ... مَنِ ... تُ ... انَ، ... الَ: ... أُبَايِعُ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ. [راجع: ١٣٩٢]

اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا' پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا' پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لائیے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے' اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین' انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

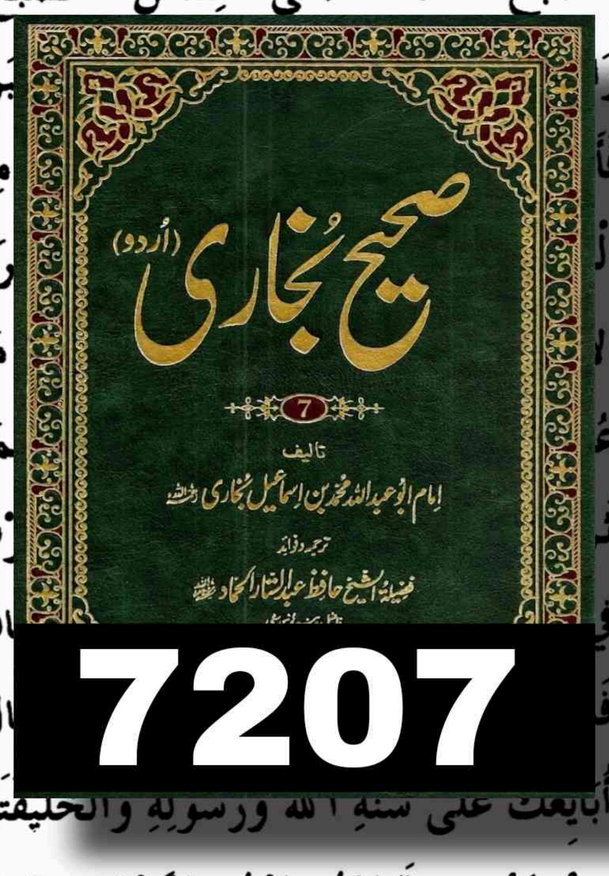

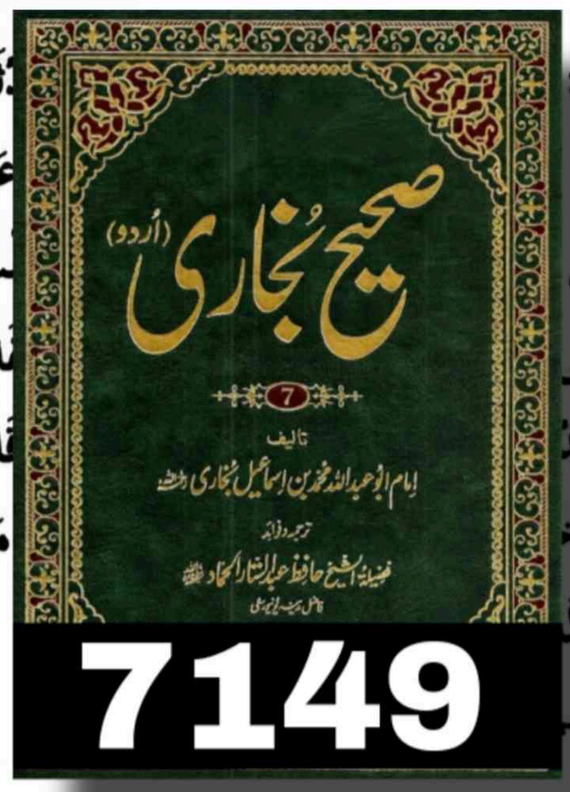

(۷۱۴۹) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے بریدہ نے' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کے دو آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یارسول اللہ! ہمیں کہیں کا حاکم بنا دیجئے اور دوسرے نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم ایسے شخص کو یہ ذمہ داری نہیں سونپتے جو اسے طلب کرے اور نہ اسے دیتے ہیں جو اس کا حریص ہو۔

صحیح بخاری (3496) میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خلافت و حکومت میں وہی زیادہ کامیاب ہوں گے جو اس کی خواہش اور حرص نہ رکھتے ہوں، جبکہ صحیح بخاری (7207) میں سیدنا علیؓ متعلق ہے کہ وہ خلافت کی طَمَع رکھتے تھے ۔ اگر یہی لفظ سیدنا معاویہؓ کے لیے ہوتا تو بعض لوگ اس کا ترجمہ فوراً لالچ کرتے، لیکن یہاں سیدنا علیؓ کا ذکر ہے اس لیے اس کے مختلف معنی بیان کیے جاتے ہیں۔ اگر احادیث کو سیاق و سباق سے ہٹ کر صرف ظاہری الفاظ کی بنیاد پر سمجھا جائے تو پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سیدنا علیؓ خلافت میں کامیاب نہ ہوئے؛ صفین میں اہلِ شام کو مغلوب نہ کر سکے، خود شہید ہوئے، قاتلینِ عثمانؓ میں سے مالک اشتر جیسے افراد سے قصاص لینے پر قادر نہ ہو سکے، کوئی نئی فتوحات نہ ہوئیں، اور آخرکار خود سیدنا علیؓ کے فرزند سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ ظاہر ہے یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ یہ سب سیاق و سباق کو نظرانداز کر کے کیا گیا ہے۔ مقصد کسی صحابی پر اعتراض کرنا نہیں، بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ جس طرح سیدنا علیؓ کے بارے میں احادیث کو مکمل سیاق و سباق کے ساتھ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح سیدنا معاویہؓ کے بارے میں بھی کرو

٣٤٩٦- ...ارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ...ذَا فَقِهُوا، تَجِدُونَ ...دَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِ...)).

[راجع:

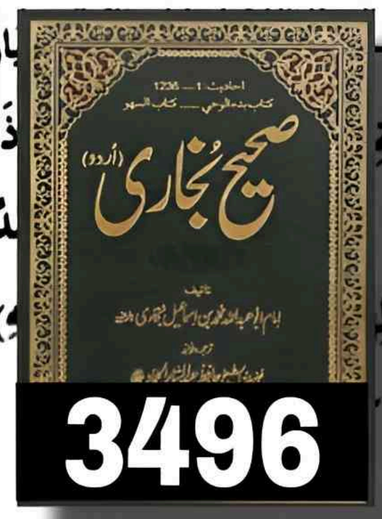

(۳۴۹۶) اور انسانوں کی مثال کان کی طرح ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے دور میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کی ہو تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں' یہاں تک کہ وہ اس میں گرفتار ہو جائیں۔

: اذْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شِيْئًا، ثُمَّ قَالَ: اذْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، ...بِرِ، ...مِنَ ...رَاءِ ...مَعَ ...مَنِ ...تُ ...انَ، ...الَ: أُبَايِعُ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ. [راجع: ١٣٩٢]

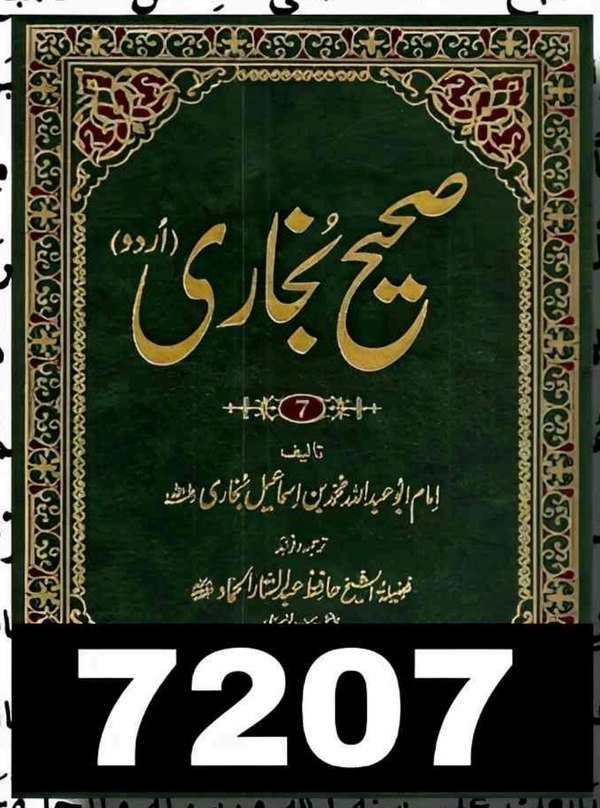

اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا' پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا' پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لایئے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے' اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین' انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

یہ روایت آپکے سامنے ہے اسکی سند کروڑ فیصد صحیح ہے یہاں مالک اشتر قتل عثمانؓ کا اعتراف کر رہا ہے مگر جہلمی فرقہ اندھا ہو چکا ہے اسے یہ روایت نظر نہیں آتی اگر بالفرض مالک اشتر بنو امیہ سے ہوتا اور سیدنا معاویہؓ کے لشکر میں شامل ہوتا، تو بعض مخالفین آج تک یہ روایت لاکھوں بار دہرا چکے ہوتے۔ وہ کہتے: "سیدنا معاویہؓ نے خلافت حاصل کرنے کے لیے مالک اشتر کے ذریعے سیدنا عثمانؓ کو شہید کروایا، پھر انعام کے طور پر اسے عہدے دیے اور قصاص بھی نہ لیا۔" لیکن اب جب مالک اشتر کے خلاف متعدد صحیح سندوں سے روایات پیش کی جاتی ہیں تو یہ جان بوجھ کر اندھے بن جاتے ہیں

الحرکت اونٹ خرید لو پس میں نے ایک سردار سے ایک جوان اونٹ پانچ سو درہم کے عوض خریدا۔ پھر کہنے لگا اسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہنا آپ کا بیٹا مالک آپ سے سلام عرض کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ اونٹ قبول کر لیجیے اور اس پر سوار ہو کر اپنے اونٹ کی جگہ پہنچ جائیں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس پر سلامتی نہ ہو اور وہ میرا بیٹا نہیں ہے اور اونٹ لینے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ میں واپس اس کے پاس آیا اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان پہنچا دیا۔

کلیب کہتے ہیں کہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر اپنی کلائی سے آستین ہٹائی پھر کہنے لگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرنے والے کی موت پر مجھے ملامت کر رہی ہیں میں تو قلیل سی جماعت میں آیا تھا۔ پھر اچانک ابن عتاب آئے اور مجھ سے مقابلہ کیا اور کہنے لگا تم مجھے اور مالک کو قتل کر دو پس میں نے مارا اور وہ بہت بری طرح گرا پھر میں ابن زبیر کی طرف لپکا انہوں نے مجھے کہا کہ مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور میں پسند نہیں کرتا کہ وہ یہ کہہ دے کہ مجھے اور اشتر کو قتل کر دو اور نہ یہ پسند کرتا ہوں کہ ہماری عورتیں غلاموں کو جنم دیں عاصم کہتے ہیں کہ میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ پھر اکیلے میں اس سے ملا اور اس سے کہا کہ آپ کے غلام جننے والے قول نے آپ کو کیا فائدہ دیا وہ مجھ سے قریب ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاحب بصرہ (علی رضی اللہ عنہ) کے بارے میں مجھ کو وصیت کیجیے کیونکہ میرا مقام آپ کے بعد ہی ہے کلیب نے اسے کہا کہ اگر صاحب بصرہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کا ضرور اکرام کریں گے۔ عاصم بن کلیب کے والد ماجد کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو امیر سمجھنے لگا۔ پس میرے والد محترم وہاں سے اٹھے اور باہر آ گئے تو میرے والد کو ایک آدمی ملا اس نے خبر دی کہ امیر المومنین نے خطبہ دیا اور عبداللہ ابن عباس کو بصرہ کا عامل مقرر کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فلاں دن شام کی طرف جانے والے ہیں۔ پس میرے والد محترم کو کہا یہ بات تو نے خود سنی ہے تو میرے والد نے کہا نہیں تو اشتر نے میرے والد کو ڈانٹا اور کہا بیٹھ جاؤ بے شک یہ جھوٹی خبر ہے میرے والد کہتے ہیں کہ میں اسی جگہ بیٹھا تھا کہ ایک اور شخص نے ایسی ہی خبر دی۔ اشتر نے اس سے بھی یہی سوال کیا کہ کیا تم نے خود دیکھا ہے اس نے کہا نہیں پھر اسے بھی کچھ کہا یہ بھی تمہارے جیسی خبر لے کر آیا ہے جبکہ میں لوگوں کی ایک سمت میں بیٹھا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عتاب تغلبی آیا اس کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔ یہ تمہارے مومنین کا امیر ہے؟ فلاں فلاں دن وہ شام کی طرف جانے والا ہے۔ اشتر نے اس سے کہا اے کانے! تو نے یہ بات خود سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں اشتر! اللہ کی قسم میں نے خود اپنے ان دو کانوں سے سنی ہے۔ اشتر مسکرایا پھر کہنے لگا اگر ایسا ہوا تو ہم نہیں جانتے کہ ہم نے شیخ (امیر المومنین) کو مدینہ میں کیوں قتل کیا؟ پھر اپنے لشکریوں کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود سوار ہوا کہنے لگا کہ ان کا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ارادہ ہے علی رضی اللہ عنہ اس کے لشکر سے فکر مند ہوئے پھر اس کی طرف خط لکھا کہ میں نے تم کو امیر اس لیے نہیں قوم ہے کے خلاف تمہاری مدد درکار ہے ورنہ امیر نہ بنانے کی یہ وجہ نہ تھی کہ تم اس کے لیے اہل نہ کے لیے نداء لگائی پس اشتر کھڑا ہوا یہاں تک کہ سب سے آگے والے لوگوں کے ساتھ مل گیا۔ اس تھا میرے خیال کے مطابق پس جب اشتر نے وہ کر لیا جو کرنا تھا تو اس نے لوگوں میں اس سے پہلے کو

(۳۸۹۱۲) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ ، قَالَ : شَهِ

''ہم تم سے اللہ کا پختہ عہد و پیمان لے کر دریافت کرتے ہیں کہ تم کتاب اللہ' سنت نبوی اور آپؐ کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر چلو گے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''مجھے توقع ہے کہ میں یہ کام کر سکوں گا۔ مگر میں اپنے علم اور طاقت کے مطابق اس پر عمل کروں گا''۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:

پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان کے سامنے بھی وہی الفاظ دہرائے جو (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کہے تھے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں!'' (ہم اسی طرح عمل کریں گے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت:

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ پہلا دن نہیں ہے جب کہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ بہر حال صبر کرنا بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائے گی۔ خدا کی قسم! آپ نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کو اس لیے خلیفہ مقرر کیا ہے کہ معاملہ (خلافت) تمہارے ہاتھ میں چلا جائے۔ اس طرح اللہ روزانہ نئے نئے انقلاب دکھاتا ہے''۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے علی! تم کوئی مخالفانہ دلیل و حجت نہ پیش کرو۔ میں نے خوب غور و فکر کیا ہے اور لوگوں سے مشورے بھی کیے ہیں۔ انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کی تائید نہیں کی''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نکل گئے:

''بہت جلد لکھی ہوئی بات اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جائے گی''۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی شکایت:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ! آپ نے ایسے شخص کو نظر انداز کر حق و صداقت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور اسی کے مطابق عدل و انصاف قائم کرتے ہیں''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے مقداد رضی اللہ عنہ! خدا کی قسم! میں نے مسلہ ہے''۔ وہ بولے:

''اگر آپ کا ارادہ اللہ (کی خوشنودی) ہے تو اللہ آپ کو ان لوگوں کی مانند ثواب دے ہیں''۔

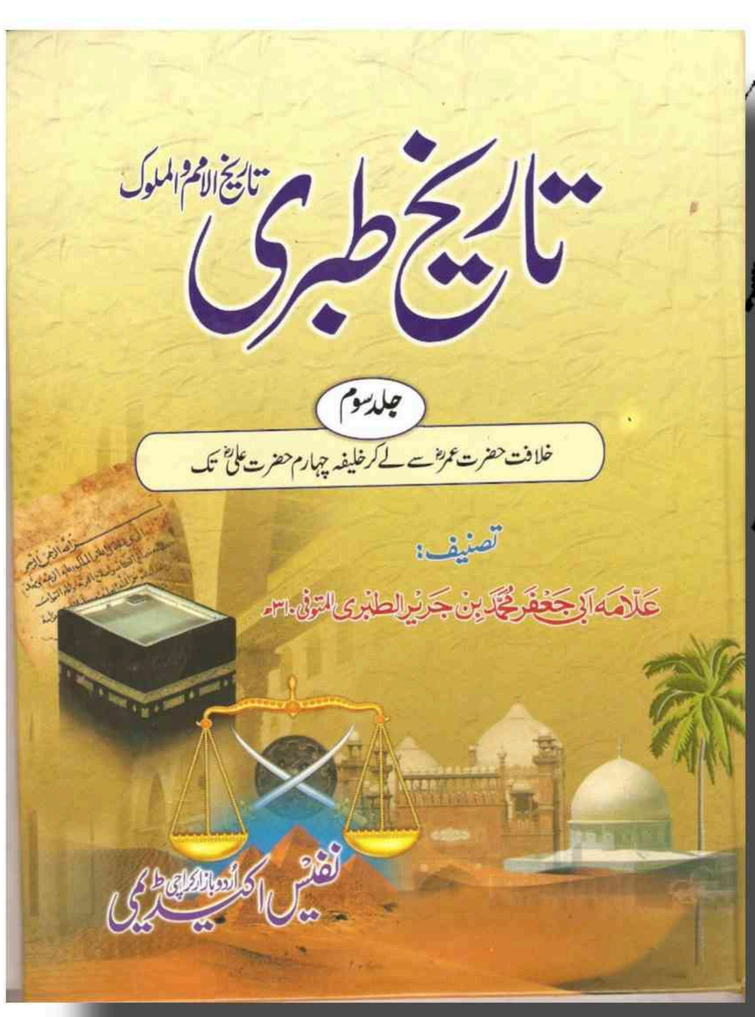
تاریخ طبری
تاریخ الامم والملوک
جلد سوم
خلافت حضرت عمرؓ سے لے کر خلیفہ چہارم حضرت علیؓ تک
تصنیف:
علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

صحیح بخاری (3729) میں مذکور ہے کہ سیدنا علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا۔ سیدہ فاطمہؓ ناراض ہوئیں، اب اگر بالفرض یہی واقعہ سیدنا معاویہؓ کے بارے میں ہوتا تو بعض مخالفین شاید دن رات یہی کہتے: "دیکھو! تمہارا ماموں اسلام کے سب سے بڑے دشمن کے گھر رشتہ کرنا چاہتا تھا، ابو جہل کی بیٹی ہی ملی تھی؟ دل میں ابھی تک جاہلیت والوں کی محبت تھی، اسی لیے ابو جہل کے خاندان سے تعلق جوڑنے کی خواہش رکھتے تھے۔" پھر اسی ایک روایت کو بنیاد بنا کر پوسٹر، ویڈیوز اور تقاریر کے ذریعے مسلسل پروپیگنڈا کیا جاتا۔ حالانکہ اہلِ علم کا طریقہ یہ نہیں کہ کسی ایک روایت یا واقعے کو بنیاد بنا کر صحابۂ کرامؓ کی نیتوں پر حملے کیے جائیں۔ ہمارا مقصد سیدنا علیؓ پر اعتراض کرنا نہیں، بلکہ یہ بتانا ہے کہ جو معیار سیدنا علیؓ کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے، وہی سیدنا معاویہؓ کے بارے میں بھی اختیار ہونا چاہیے

٣٧٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ [illegible] عَلِيًا أَنَّ [illegible] لِكَ [illegible] زْعُمُ [illegible] عَلِيٌّ [illegible] اللهِ [illegible] (أَمَّا [illegible] دَّثَنِي [illegible] وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا. وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)). فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ)).

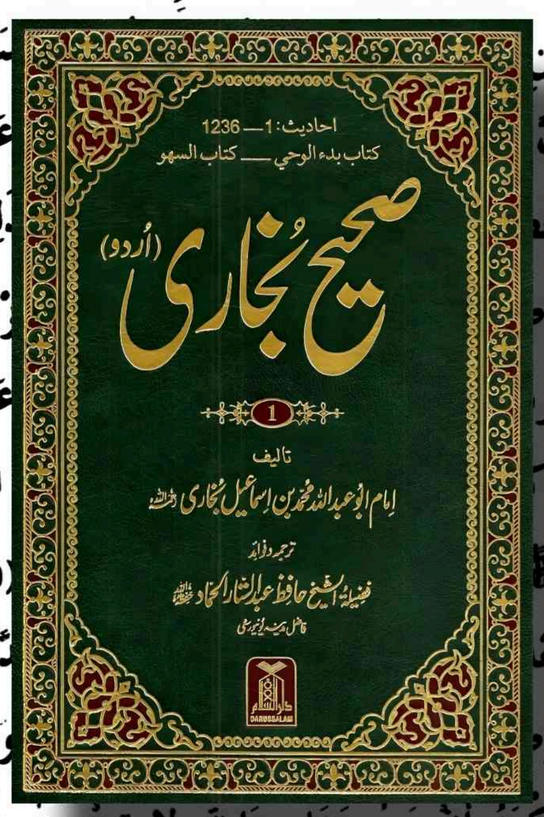

وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مِسْوَرٍ ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي)).

(۳۷۲۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا' پھر آپ نے فرمایا' امابعد میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینب رضی اللہ عنہا کی' آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ خدا کی قسم' رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے یہ اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

تشریح حضرت ابوالعاص مقسم بن الربیع ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ان کے نکاح میں تھیں۔ بدر کے دن اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرت ﷺ سے سچی محبت رکھتے تھے۔ جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ان کی وفاداری کی تعریف فرمائی۔ جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو پھر علی رضی اللہ عنہ سے تعجب ہے کہ وہ اپنا وعدہ کیوں پورا نہ کریں۔ ہوا یہ تھا کہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ ان کے رہنے تک میں دوسری بیوی نہ کروں گا۔ اس شرط کو ابوالعاص نے پورا کیا۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شرط کی ہو۔ لیکن جویریہ کو پیام دیتے وقت وہ بھول گئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ نے عتاب کا یہ خطبہ پڑھا تو ان کو اپنی شرط یاد آ گئی اور وہ اس ارادے سے باز آئے۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی شرط نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑے رنجوں میں گرفتار تھیں۔ والدہ گزر گئیں' تینوں بہنیں گزر گئیں' اکیلی باقی رہ گئی تھیں۔ اب سوکن آنے سے وہ پریشان ہو کر اندیشہ تھا کہ ان کی جان کو نقصان پہنچے۔ اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا تھا۔ (وحیدی)

حدیثِ قرطاس میں سیدنا عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کی شدید بیماری اور آپ ﷺ کی راحت کے پیشِ نظر اپنی ایک اجتہادی رائے پیش کی، لیکن بعض لوگ اسی ایک واقعے کو بنیاد بنا کر آج تک سیدنا عمرؓ کی پوری شخصیت پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف سیدنا علیؓ سے بھی دو مواقع پر انکار ثابت ہے: ایک صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپؐ نے "رسول اللہ" کے الفاظ مٹانے سے محبتِ رسول ﷺ اور ادب کی بنا پر انکار کیا، اور دوسری ایک روایت میں جب نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت نماز کے لیے بلایا تو علیؓ نے غلط تاویل کی، جس پر نبی ﷺ واپس تشریف لے گئے اپنی ران پہ ہاتھ مارا اور فرمایا: "انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"۔ مگر اہلِ سنت ان دونوں واقعات سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ سیدنا علیؓ نعوذ باللہ حکم عدول، گستاخ یا ہمیشہ انکار کرنے والے تھے، کیونکہ وہ ان احادیث کو ان کے مکمل سیاق و سباق کے ساتھ سمجھتے ہیں لیکن اگر بالفرض یہی دونوں واقعات سیدنا معاویہؓ کے بارے میں ہوتے تو بعض لوگ شاید یہ کہتے کہ "دیکھو! معاویہؓ ہمیشہ نبی ﷺ کے حکم سے انکار کرتے تھے، نافرمان تھے، گستاخ تھے، ضدی تھے، اپنی رائے کو مقدم کرتے تھے وغیرہ وغیرہ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ کہف میں "اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"

اور ارشاد خداوندی سورۂ عنکبوت میں "اور تم اہل کتاب سے بحث نہ کرو لیکن اس طریقہ سے جو اچھا ہو یعنی نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب ملحوظ رکھ کر ان سے بحث کرو۔"

(۷۳۴۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی' انہیں اسحاق ابن ابی راشد نے' انہیں زہری نے' انہیں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ علیہم السلام والصلوٰۃ کے گھر ایک رات آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو ہم کو اٹھادے گا۔ جوں ہی میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ کہا تو آپ پیٹھ موڑ کر واپس جانے لگے اور کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے آپ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے" اگر کوئی تمہارے پاس رات میں آئے تو "طارق" کہلائے گا اور قرآن میں جو "والطارق" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ستارہ ہے اور "ثاقب" بمعنی چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ جلانے والے سے کہتے ہیں۔ اثقب نارک یعنی آگ روشن کر۔ اس سے لفظ ثاقب ہے۔

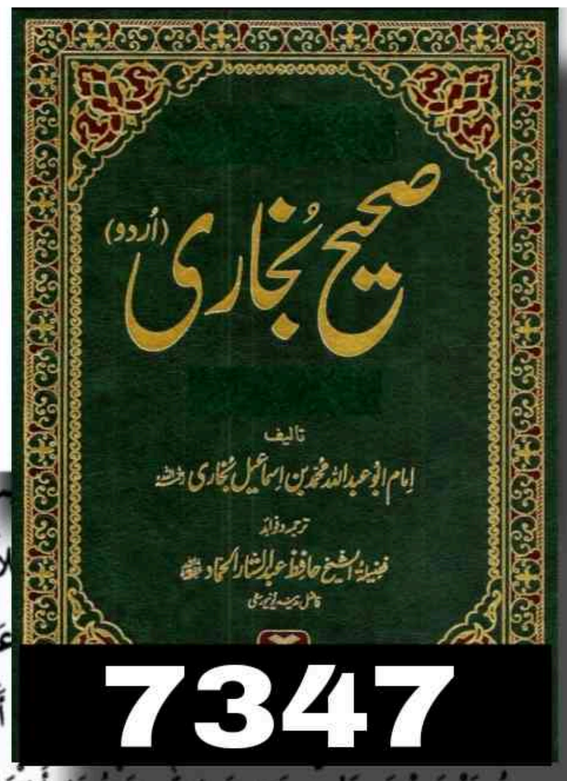

(۲۶۹۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کی صلح (قریش سے) کی تو اس کی دستاویز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی۔ انہوں نے اس میں لکھا محمد اللہ کے رسول (ﷺ) کی طرف سے۔ مشرکین نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ محمد کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھو' اگر آپ رسول اللہ ہوتے تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹادو' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں تو اسے نہیں مٹا سکتا' تو آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹادیا

سیدنا عمرؓ کی شہادت کے بعد جب تیسرے خلیفہ کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو سیدنا علیؓ بھی شوریٰ کے امیدواروں میں شامل تھے اور انہیں بھی امید تھی کہ شاید اس مرتبہ خلافت انہیں ملے۔ مگر عشرۂ مبشرہ کے جلیل القدر صحابی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ، جنہیں نئے خلیفہ کے انتخاب کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، انہوں نے سیدنا علیؓ سے فرمایا کہ لوگوں کا رجحان سیدنا عثمانؓ کی طرف ہے، اس لیے اپنے دل میں کوئی امید یا میل نہ رکھیں۔ (صحیح بخاری: 7207) اب ذرا فرض کیجیے، اگر یہی واقعہ سیدنا علیؓ کے بجائے سیدنا معاویہؓ کے ساتھ پیش آیا ہوتا تو مرزا جہلمی اور اس کے ہم خیال کس قدر شور مچاتے! کہتے: "دیکھو! عثمانؓ کے دور میں بھی معاویہؓ خلافت کے امیدوار بنے بیٹھے تھے، اقتدار کے کتنے خواہش مند تھے، عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بھی صاف کہہ دیا کہ لوگ تمہیں خلیفہ نہیں دیکھنا چاہتے، اپنے دل سے یہ امید نکال دو۔" پھر اس پر نہ جانے کتنے رنگ برنگے تبصرے اور الزامات تراشے جاتے

۷۲۰۷- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: لَسْتُ بِالَّذِي أُنَافِسُكُمْ عَلَى هَذَا الأَمْرِ وَلَكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوا ذَلِكَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولَئِكَ الرَّهْطَ وَلاَ يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَضَرَبَ الْبَابَ حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ: أَرَاكَ نَائِمًا فَوَ اللهِ مَا اكْتَحَلْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيرِ نَوْمٍ، انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ: فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ: ادْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شِيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ،

(۷۲۰۷) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے زہری نے' انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ وہ چھ آدمی جن کو عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے نامزد کر گئے تھے (یعنی علی' عثمان' زبیر' طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کہ ان میں سے کسی ایک کو اتفاق سے خلیفہ بنا لیا جائے) یہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا خلیفہ ہونے کے لیے میں آپ لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں کروں گا۔ البتہ اگر آپ لوگ چاہیں تو آپ لوگوں کے لیے کوئی خلیفہ آپ ہی میں سے میں چن دوں۔ چنانچہ سب نے مل کر اس کا اختیار عبدالرحمٰن بن عوف کو دے دیا۔ جب ان لوگوں نے انتخاب کی ذمہ داری عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تو سب لوگ ان کی طرف جھک گئے۔ جتنے لوگ بھی اس جماعت کے پیچھے چل رہے تھے' ان میں اب میں نے کسی کو بھی ایسا نہ دیکھا جو عبدالرحمٰن کے پیچھے نہ چل رہا ہو۔ سب لوگ ان ہی کی طرف مائل ہو گئے اور ان دنوں میں ان سے مشورہ کرتے رہے۔ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ مسور رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رات گئے میرے یہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا یہاں تک کہ میں بیدار ہو گیا۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے آپ سو رہے تھے' خدا کی قسم میں ان راتوں میں بہت کم سو سکا ہوں۔ جایئے! زبیر اور سعد کو بلا لایئے۔ میں ان دونوں بزرگوں کو بلا لایا اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا' پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا' پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لایئے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے' اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین' انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

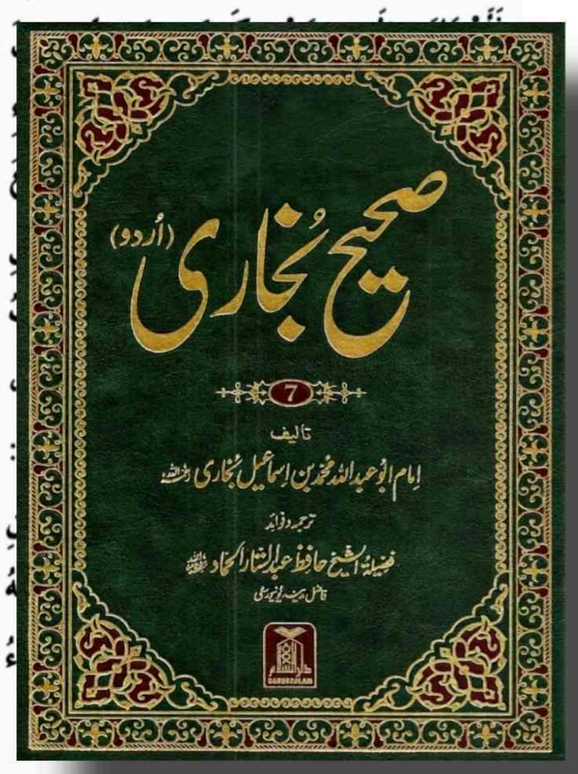

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو ابو بکر صدیقؓ سے زیادہ میں خود کو خلافت کا حقدار سمجھتا تھا مگر لوگوں نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کر لی پھر ابو بکر صدیقؓ فوت ہو گئے تب بھی میں خود کو سب سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتا تھا مگر لوگوں نے حضرت عمرؓ کی بیعت کر لی پھر حضرت عمرؓ کے بعد بھی میں خود کو خلافت کا حقدار سمجھا تھا مگر اس بار بھی لوگوں نے سیدنا عثمانؓ کی بیعت کر لی اب جب سیدنا عثمانؓ شہید ہوئے تو قاتلین میرے پاس خوشی سے آئیں ہیں اور میری بیعت کی ہے اب جو اِن سے جنگ کرے گا م میری ان سے جنگ ہے (تاریخ طبری: جلد 3 صفہ 59) مولانا مودودی تو کہتے ہیں تاریخی روایات میں اصول حدیث لاگو کیے اور سند کی جانچ پڑتال کی تو 90٪ تاریخ ضائع ہو جائے گی (خلافت و ملوکیت صفہ:318)

کیا اس روایت کو اسی طرح اب سچ مان لو گے؟

اور یہ 90٪ تاریخ صرف سیدنا معاویہؓ کے خلاف آنے والی بے سند روایات رد کرنے سے ہی ضائع ہو گی یا اہلبیت کے خلاف آنے والی روایات رد کرنے سے بھی ضائع ہو جائے گی؟

ایک دوسرے سے ملا کر بٹھا دیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص طلب کیا گیا اور اسے ان دونوں پر بٹھا دیا گیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اوپر والے شخص پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ایک جانب اپنے پاؤں لٹکا لیے اور اللہ کی حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد فرمایا۔ تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ اس قوم اور اس عورت نے کیا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اشارہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور رونے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: یہ تم لڑکیوں کی طرح کیوں رو رہے ہو؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: ہاں! میں نے آپ کو ایک بات کا مشورہ (اصل ترجمہ حکم) دیا تھا۔ لیکن آپ نے میری مخالفت (اصل ترجمہ نافرمانی) کی تو تم بھی نہایت مصیبت کے ساتھ قتل کیے جاؤ گے اور تمہارا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا (اصل ترجمہ ''تو'' اور ''تیرا'' ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو نے مجھے جو حکم دیا تھا وہ لوگوں سے بیان کر دے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا تو میں نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ بیعت کے لیے اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ پھیلایئے جب تک عرب کے تمام علاقوں کے لوگ آپ کو خلافت پر مجبور نہ کریں اور وہ آپ کے علاوہ کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے لیکن تم نے میرا یہ حکم نہ مانا۔

جس وقت اس عورت نے اور ان لوگوں نے سر اٹھایا میں نے تم سے کہا تھا کہ تم مدینہ سے نہ جاؤ اور اپنے ان شیعوں کے پاس جو آپ کی بات قبول کرتے ہیں اپنے پیغام بر بھیج دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اس نے سچ کہا ہے۔ لیکن خدا کی قسم! میں بجھو کی طرح کمزور بننا نہیں چاہتا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میں اپنے سے زیادہ کسی کو خلافت کا حق دار نہ سمجھتا تھا۔ لیکن لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو جیسے لوگوں نے بیعت کی تھی تو میں نے بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گئے اس وقت بھی میں اپنے سے زیادہ کسی کو حقدار نہ سمجھتا تھا۔ لیکن لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی ہلاک ہو گئے اور انہوں نے چھ آدمیوں میں سے ایک ممبر مجھے منتخب کیا لیکن اس وقت بھی لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی جس کی وجہ سے میں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغاوت کی اور اسے قتل کر دیا اور میرے پاس خوشی سے بیعت کے لیے آئے میں نے کسی پر زبردستی نہیں کی تو اب جو شخص بھی میری اور ان لوگوں کی مخالفت کرے گا۔ جو میرے متبع ہیں تو میں اس سے جنگ کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

علی بن احمد بن ا

سعد' اسد بن عبداللہ اور د

سرف پر پہنچی تو وہاں ان

بن اعلم الحنفی' عمر بن

سے واپس لوٹیں اور

جانب منسوب کیا جاتا

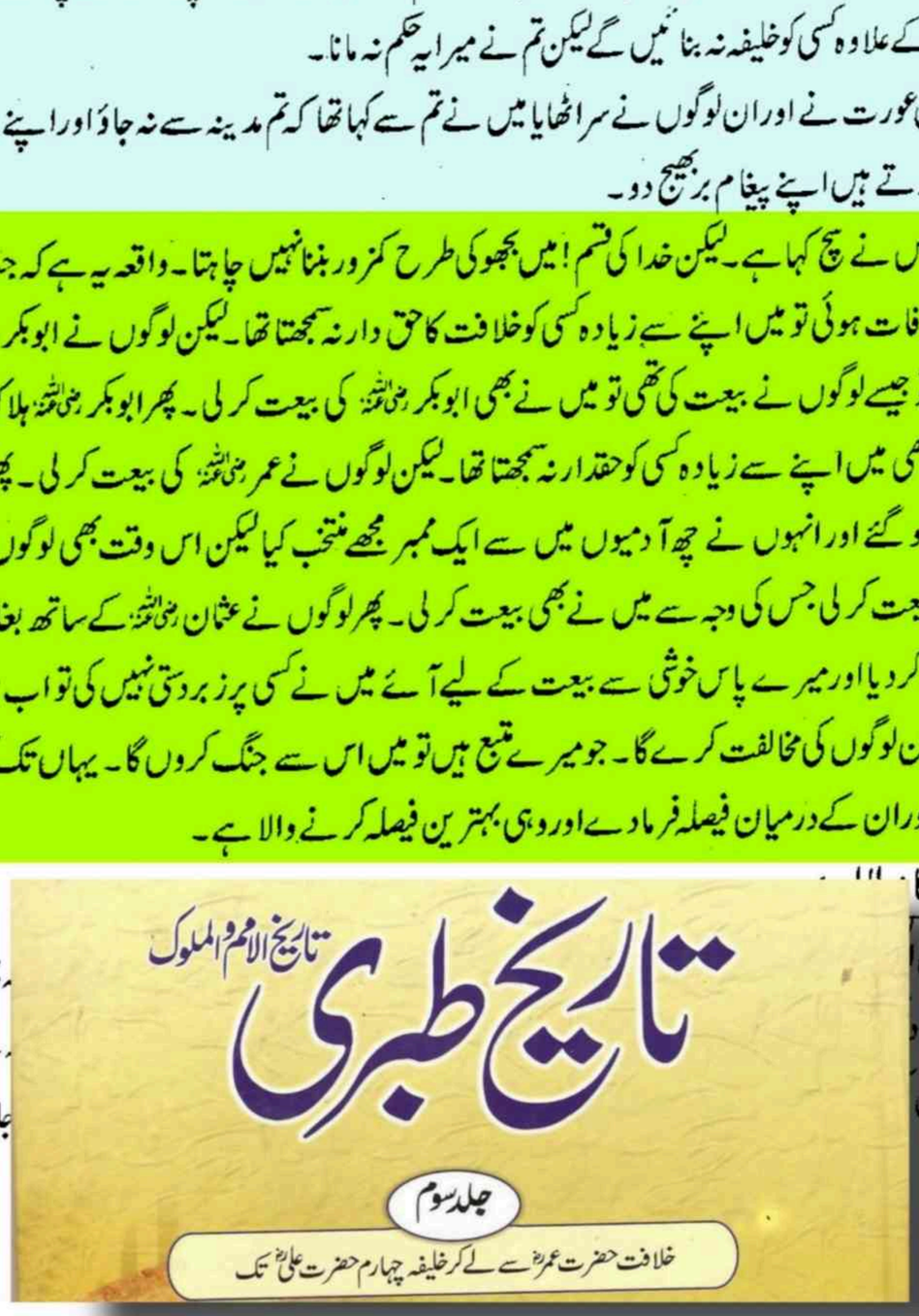

تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی۔ اگر صحیح بخاری (7207) اور تاریخِ طبری جیسی روایات کو محض ظاہری انداز میں جوڑ کر مقدمے بنائے جائیں، تو پھر سیدنا علیؓ پر بھی خلافت کی طمع، خلافت نہ ملنے پر ناراضی اور خلافت نہ ملنے پر سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جیسے عشرہ مبشرہ صحابی پر جھوٹے الزام لگانے جیسے الزامات عائد کیے جا سکتے ہیں، حالانکہ اہلِ سنت ایسا طرزِ استدلال درست نہیں سمجھتے۔ اسی معیار پر سیدنا معاویہؓ کے خلاف بھی مقدمے بنائے جاتے ہیں۔ ہمارا مقصد کسی صحابیؓ پر الزام لگانا نہیں، بلکہ یہ بتانا ہے کہ تاریخ کو سیاق و سباق سے ہٹا کر استعمال کیا جائے تو ہر ایک کے خلاف اعتراضات کھڑے کیے جا سکتے ہیں۔ اس لیے تمام صحابۂ کرامؓ کے بارے میں عدل، احتیاط اور حسنِ ظن ہی اہلِ سنت کا منہج ہے۔

: ادْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ، وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ،

اور انہوں نے ان سے مشورہ کیا' پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجئے۔ میں نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے ہی لیے امید تھی۔ عبدالرحمٰن کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا' پھر انہوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لائیے۔ میں انہیں بھی بلا لایا اور انہوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ آخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے موجود مہاجرین انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے' اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین' انصار اور فوجوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

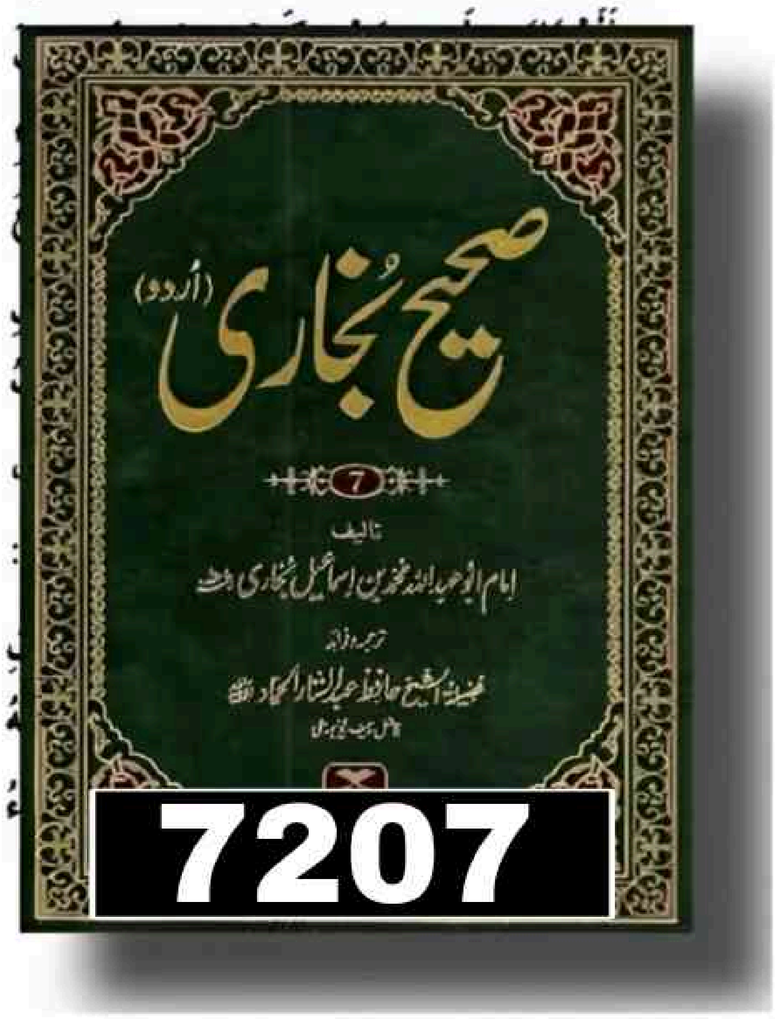

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت:

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ پہلا دن نہیں ہے جب کہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ بہر حال صبر کرنا بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائے گی۔ خدا کی قسم! آپ نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کو اس لیے خلیفہ مقرر کیا ہے کہ معاملہ (خلافت) تمہارے ہاتھ میں چلا جائے۔ اس طرح اللہ روزانہ نئے نئے انقلاب دکھاتا ہے''۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے علی! تم کوئی مخالفانہ دلیل و حجت نہ پیش کرو۔ میں نے خوب غور و فکر کیا ہے اور لوگوں سے مشورے بھی کیے ہیں۔ انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کی تائید نہیں کی''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نکل گئے:

''بہت جلد لکھی ہوئی بات اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جائے گی''۔

اگر دوسری روایت میں سیدنا علیؓ کی جگہ سیدنا معاویہؓ ہوتے، اور پھر اس کے ساتھ پہلی عمومی حدیث بھی جوڑ دی جاتی، تو بعض مخالفین شاید یوں کہتے: "دیکھو! نبی ﷺ نے پہلے اصول بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند جھگڑالو انسان ہوتا ہے، پھر دوسری صحیح بخاری کی روایت میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو جھگڑالو کہا۔ اب اس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ خود نبی ﷺ نے پہلے جھگڑالو کی مذمت کی اور پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نشاندہی بھی کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں جتنے اختلافات، جنگیں اور فتنے ہوئے، ان سب کی جڑ یہی مزاج تھا۔ اب بھی اگر کوئی ان کا دفاع کرے تو وہ صحیح بخاری کا انکار کر رہا ہے۔ ایسی دو روایات کو جوڑ کر دن رات منبروں، تقریروں، مناظروں اور سوشل میڈیا پر یہی شور مچایا جاتا، اور یہی کہا جاتا کہ صحیح بخاری نے خود فیصلہ کر دیا ہے، اب مزید کسی وضاحت یا دفاع کی کوئی گنجائش باقی نہیں۔"

معاویہؓ تیرا پیٹ نہ بھرے (محاورتاً کہے گئے) الفاظ کو لے کر یہ ایسے ہی کرتے ہیں نہ؟

رحمت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپؐ کو کسی کا بھوکا رہنا گوارا نہ تھا۔ ایک باخدا بزرگ انسان کی یہی شان ہونی چاہیے۔ ﷺ۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا "اور وہ بڑا سخت جھگڑالو ہے۔"

(۲۴۵۷) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

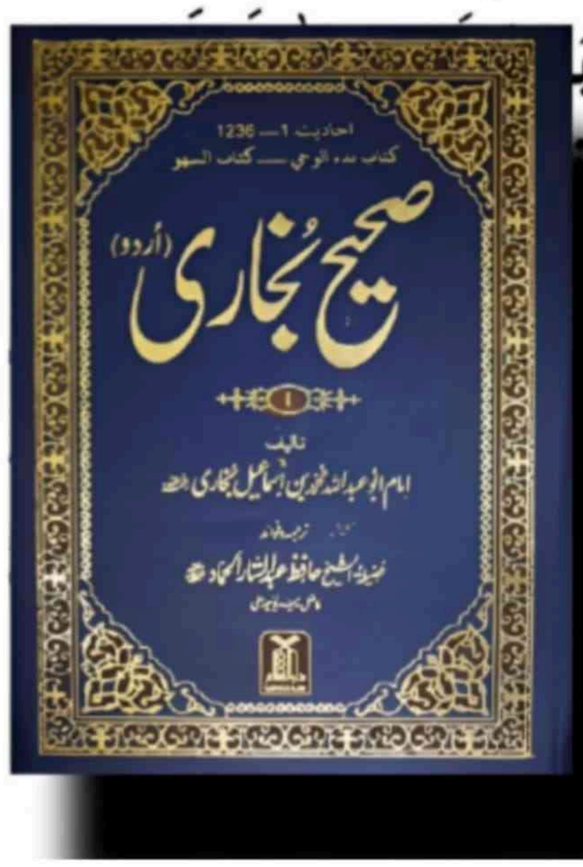

٢٤٥٧- جُرَيْجٍ عَنِ رَضِيَ اللهُ أَبغَضَ الرِّجَا [طرفاه في:

١١٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ ((أَلاَ تُصَلِّيَانِ؟)) أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ، فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً﴾.

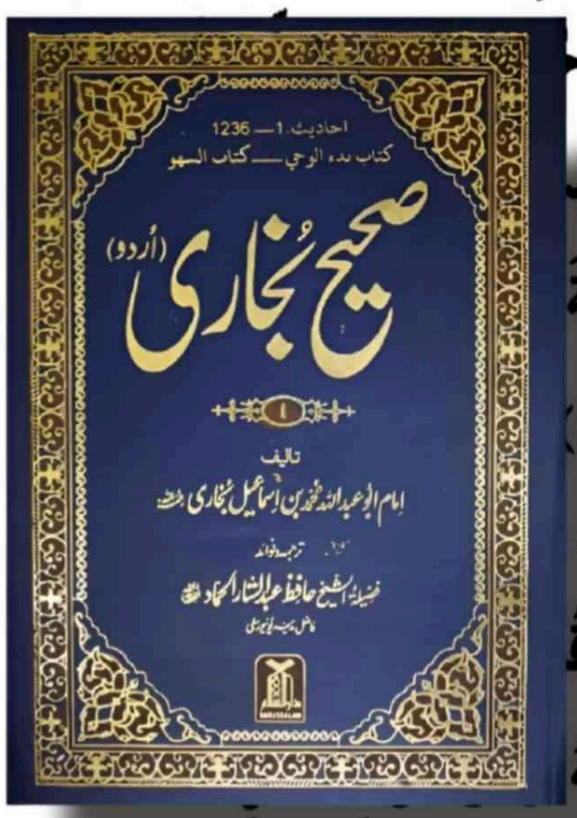

(۱۱۲۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی' کہا کہ مجھے حضرت زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی اور انہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں' جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپؐ ران پر ہاتھ مار کر (سورۂ کہف کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ ﴿وکان الانسان اکثر شئی جدلا﴾